SHEHRI

اس میں کوئی شک نہیں کہ شہریوں کا ایک چھوٹا سا گروہ جو شعور رکھتا ہو، وہ یقیناً دنیا کو بدل سکتا ہے... مارگریٹ میڈ

شہری

برائے بہتر ماحول

اکتوبر تا دسمبر 2001ء

اندرونی صفحات پر

- شہری امدادی کاؤنٹر
- محتسب اعلیٰ کا کردار
- غیر قانونی تعمیرات
- ڈاکٹر اعجاز احمد سے انٹرویو

کراچی کے شہری جواب کا تقاضا کرتے ہیں

ان غیر قانونی عمارات کا کیا ہوگا جو سندھ بلڈنگ کنٹرول ترمیمی آرڈی نینس 2001ء کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں

کے بی سی اے کی نگراں کمیٹی کی قرارداد

یہ قرارداد 3 اگست 2001ء کو ہونے والی میٹنگ میں پاس کی گئی تھی۔ کمیٹی نے مندرجہ وجوہات کے باعث اس مجوزہ دستاویز پر شدید اعتراضات کئے جسے سندھ کیبنٹ نے 25 جولائی 2001ء کو کراچی میں غیر قانونی عمارات کو باقاعدہ اور باضابطہ بنانے کے لئے منظور کیا تھا۔

1- حکومت کو ہر قیمت پر قانون کی بالادستی کو برقرار رکھنا چاہئے اور قانون شکنوں کے سامنے جھکے بغیر احکامات کا نفاذ ہونا چاہئے۔

2- وسیع پیمانے پر ریگولرائزیشن شہریوں کے ''بنیادی حق زندگی'' کی نفی ہے۔

3- ایسی ریگولرائزیشن آسمان سے باتیں کرتی ہوئی غیر قانونی تعمیرات کے مسدود دروازے کھول دے گی۔

4- شہر کے ٹاؤن پلاننگ اور ضلعی قواعد وضوابط بے معنی اور بے وقعت ہو جائیں گے۔

5- شہر میں مادی اور سماجی سہولتیں/بنیادی ڈھانچہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔

6- معیار زندگی اور ماحولیات کی صورتحال ناقابل شناخت حد تک خراب اور بدتر ہو جائے گی۔

(باقی صفحہ 2 پر ملاحظہ فرمائیں)

ہماری درخواست: حکومت فوری طور پر غیر قانونی تعمیراتی سرگرمیوں کو موثر لگام لگائے تاکہ یہ ظاہر ہو کہ وہ اب مزید لاقانونیت برداشت نہیں کرے گی۔

حکومت قانون شکن بلڈر اور ان سرکاری افسران کو گرفتار کرے اور سزا دے جنہوں نے ان کی مدد کی اور اعانت جرم کیا۔ انہیں ان کے اعمال کا خمیازہ بھگتنے اور جواب دینے پر مجبور کرے۔

کراچی کے مستقبل کے بارے میں فیصلے رازدارانہ انداز میں بغیر شہریوں کی آراء کے نہیں بنائے جاسکتے

کراچی میں غیر قانونی عمارات کی مجوزہ ''باقاعدگی'' کے بارے میں چند سوالات۔

1- کے ڈی اے/ کے بی سی اے یہ کس طرح یقینی بنائیں گے کہ تمام سیل شدہ 260 عمارتیں (یا دیگر اضافی غیر قانونی عمارات) ریگولرائزیشن کے لئے درخواستیں دیں گی اور مقررہ بارہ ماہ کی مدت کے دوران جرمانہ بھی ادا کریں گی؟۔ دھیان رہے کہ بلڈرز اور ڈیولپرز کو ابھی حکومت کو کروڑوں روپے ادا کرنے ہیں۔ جس میں مندرجہ ذیل التوا شدہ قسطیں بھی شامل ہیں۔

a- سکونتی قدر

b- بیرونی ترقیاتی اخراجات کے ڈی اے کو

شہری

سی 206 بلاک 2۔ پی ای سی ایچ ایس
کراچی۔ پاکستان
ٹیلی فون/فیکس 92-21-453-0646
E-mail: Shehri@onkhura.com
(Web site) URL:http://www.onkhura.com/shehri

ایڈیٹر: مینا صدیقی
انتظامی کمیٹی:
چیئر پرسن: خطیب احمد
وائس چیئر پرسن: ایس رضا علی گردیزی
جنرل سیکریٹری: امبر علی بھائی
خزانچی: فاروق افضل
ارکان: نوید حسین، رونالڈ ڈی سوزا
قاضی فائز عیسیٰ
شہری اسٹاف:
کوآرڈی نیٹر: مسز منصور
اسسٹنٹ کوآرڈی نیٹر: محمد ریحان اشرف
شہری ذیلی کمیٹیاں:
آلودگی کے خلاف: نوید حسین
تحفظ ورثہ: دانش آذر زوبی، حمیرا رحمٰن
میڈیا اور بیرونی روابط: حمیرا رحمٰن،
حسن جعفری، فرحان انور
قانون: قاضی فائز عیسیٰ، امبر علی بھائی،
رونالڈ ڈی سوزا، وکٹوریہ ڈی سوزا،
خطیب احمد
پارکس اور تفریح: خطیب احمد
اسلحہ سے پاک معاشرہ: نوید حسین،
قاضی فائز عیسیٰ
مالی حصول: تمام ارکان
ذیلی کمیٹیوں کی رکنیت شہری برائے بہتر ماحول کے تمام ارکان کے لئے کھلی ہے۔ اس اشاعت میں شامل مضامین کو شہری کے حوالے کے ساتھ شائع کرنے کی اجازت ہے۔
ایڈیٹر/ادارتی عملہ کا خبرنامہ میں شائع ہونے والے مضامین سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
لے آؤٹ اور ڈیزائن: زیڈ یولالہ
پروڈکشن: انٹر پریس کمیونیکیشن (IPC)
مالی تعاون: فریڈرک نومان فاؤنڈیشن
رکن IUCN دی ورلڈ کنزرویشن یونین

ادائیگی 5 بلین روپے

c- عدم استعمال کی فیس

d- چارجز برائے اضافی منزل کے ڈی اے کو ادائیگی ؟ روپے

e- تجارتی بنانے کی فیس

f- باضابطہ بنانے کی فیس

g- ودہولڈنگ ٹیکس وغیرہ

حکومت کو ادائیگی؟

2- کیا جاری اور نئی غیر قانونی تعمیرات اور زمین کے استعمال کی تبدیلی (12 ماہ کی مقررہ مدت کے اندر) بھی باقاعدہ بنانے کے لئے اہل ہوگی؟ اگر نہیں تو حکومت مزید غیر قانونی تعمیرات کو روکنے کے لئے کیا منصوبہ بندی کر رہی ہے جو آج بھی بلا روک ٹوک جاری ہے۔؟

3- بلڈنگ کنٹرول میں موجود شدید بدعنوانی کو دیکھتے ہوئے یہ عملی طور پر کس طرح ممکن ہے کہ بلڈرز کی جانب سے پیش کئے جانے والے ڈھانچے کی پائیداری اور مضبوطی کا سرٹیفکیٹ (جو کے بی سی اے کے منظور شدہ انجینئر کا جاری کردہ ہے) درست اور بدعنوانی سے پاک ہے؟ یہ طریقہ کار لاکھوں معصوم شہریوں کی عوامی سلامتی وتحفظ سے براہ راست متصادم ہے مثلاً غیر قانونی عمارات کے رہائشی افراد۔ اطراف کی عمارات میں رہائش پذیر افراد، ملنے جلنے والے، راہگیر اور دیگر افراد۔

4- ان عمارات کا کیا ہوگا جو باقاعدہ نہیں ہوسکیں یا جو باقاعدہ بنانے کے اپنے طریقہ کار (بشمول تمام) جرمانوں کی ادائیگی) کو 12 ماہ کی مقررہ مدت کے اندر مکمل نہ کر سکیں؟۔ کیا ایسی عمارات کو فوری طور پر منہدم کر دیا جائے گا؟

پھر ان کے خریداروں/رہائش پذیر افراد کا کیا ہوگا؟

5- باقاعدہ ہونے والی ان تمام عمارات کے لئے اضافی شہری اور سماجی سہولتیں اور بنیادی ڈھانچہ (پانی، بجلی، سیوریج، پارکس، کھیل کے میدان، اسکول، پولیس اسٹیشن، سڑکیں، پارکنگ وغیرہ) کہاں سے آئے گا؟

سپریم کورٹ نے یہ طے کر دیا ہے کہ یہ شہریوں کے ''حق زندگی'' کے لئے لازمی ہے۔

6- عارضی زمین کے استعمال کی تبدیلی سے کراچی کے تعمیراتی ماحول پر پڑنے والے مفید اثرات کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ جس کی وجہ ''ریگولرائزیشن'' ہے ان عارضی/کسی منصوبہ بندی کے بغیر ہونے والی تبدیلیوں میں شامل ہیں۔

الف۔ ایمنٹی/پارک کو رہائشی، تجارتی پلاٹ میں تبدیل کر دیا۔

ب۔ بنگلے کو اپارٹمنٹ/تجارتی پلاٹ میں بدل دیا گیا۔

7- حکومت نے قانون کی خلاف ورزی کرنے والے مندرجہ افراد کے خلاف کون سے تادیبی و انضباطی/قانونی اقدامات اٹھائے۔

الف۔ غیر قانونی بلڈرز

ب۔ شامل تمام سرکاری افسران۔

8- ہائی کورٹ کے ان متعدد فیصلوں کے بارے میں کیا ہوگا جن میں اس نے

بقیہ: نگراں کمیٹی کی قرارداد

ہم اس بات پر یقین نہیں رکھتے کہ بہت سے بلڈرز/رہائشی اپنے غیر قانونی ڈھانچے کو باقاعدہ بنانے کے لئے آگے آئیں گے اور نہ ہی حکومت کروڑوں روپے جرمانے کی مد میں جمع کر پائے گی۔ ہمیں اس پر مکمل یقین ہے کہ یہ مجوزہ ترمیم تعمیراتی صنعت میں نئی روح نہیں پھونکے گی۔ ہم تعمیراتی ماحول سے متعلق ایک ایسی آواز اور بلا روک ٹوک پالیسی کے خطرناک مضمرات سے خوفزدہ ہیں اور حکومت کی توجہ ان المیوں کی جانب مبذول کرانا چاہتے ہیں جو حالیہ برسوں میں ترکی اور گجرات میں رونما ہوئیں۔ ہم قانون کی اس تضحیک میں فریق نہیں بننا چاہتے۔ بلکہ ہم حکومت سندھ پر نہایت سنجیدگی سے زور دیتے ہیں کہ وہ:

1- حالیہ جاری غیر قانونی تعمیرات پر ایک موثر روک لگائے جس کی سرپرستی مختلف بدعنوان حکام کر رہے ہیں۔

2- بلا اجازت تعمیر ہونے والے ڈھانچوں کے انہدام سے متعلق عدالتی احکام کا نفاذ ہو۔

3- بدعنوان بلڈرز اور سرکاری افسران پر قانونی شکنجہ کسا جائے۔

4- بقیہ خلاف قانون باتوں کو اس وقت تک نظر انداز کیا جائے جب تک ان کے بارے میں کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہو۔

5- تمام نئی تعمیرات کے لئے موجودہ تعمیراتی قوانین وضوابط کا لغوی اور معنوی نفاذ ضروری ہے۔

6- شہر کے لئے ایک نئے ماسٹر پلان کی تیاری اور نافذ کیا جائے جو تمام شہریوں کے لئے ایک بہتر معیار زندگی مہیا کرے گا۔

عمارتوں کی غیر قانونی تعمیرات کے سلسلے میں کسی شرلاک ہومز کی خدمات حاصل کرنے کی ضرورت نہیں

بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی میں موجود شدید بدعنوانی کو دیکھتے ہوئے یہ عملی طور پر کس طرح ممکن ہے کہ بلڈرز کی جانب سے پیش کیا جانے والا ڈھانچے کی پائیداری اور مضبوطی کا سرٹیفکیٹ درست اور بدعنوانی سے پاک ہے

گزشتہ چار برسوں کے دوران 200 کے لگ بھگ غیر قانونی عمارات کو منہدم کرنے کا حکم دیا تھا؟

حکومت ریگولرائزیشن آرڈیننس کا نفاذ کیوں چاہتی ہے؟

کیا یہ چند با اثر بدعنوان بلڈرز کی مدد و اعانت ہے کہ وہ اس شہر کے شہریوں کی قیمت پر روپیہ بنائیں۔

یا یہ اس لئے ہے کہ

1- حکومت کو مالی فائدہ ہوگا۔

بہت زیادہ بلڈرز/ رہائشی آگے نہیں آئے، صرف وہی لوگ ہیں جو فروخت نہ ہونے والے/ رکے ہوئے منصوبوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں۔

سی سی او بی/ کے بی سی اے نے تسلیم کیا ہے کہ متاثرہ علاقوں میں سہولتوں کو بہتر بنانے کے لئے رقم ناکافی ہے۔

ایسی بی سی او 79 کے سیکشن نمبر 4 کے تحت رقم کو کے بی سی اے کے لئے استعمال ہونا ہے۔

حکومت کو ادا ہونے والی رقوم ابھی تک جمع نہیں کی گئیں (او ڈی۔ او ڈی سی۔ این یو ایف، (کے ڈی اے)= 5 بلین) اضافی منزلیں، کمرشلائزیشن ریگولرائزیشن (کے بی سی اے؟ بلین) ودہولڈنگ ٹیکس (حکومت =؟ بلین)

2- غلط کاریوں کی درستگی اور قانون کی بالادستی؟

7- ان غیر قانونی عمارات کا پھر کیا ہوگا جو آرڈیننس کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتیں اور انہیں "باقاعدہ و باضابطہ" بھی نہیں بنایا جاسکتا (مثلاً تجارتی/اپارٹمنٹ بلڈنگ جہاں پارکنگ کی خلاف ورزیاں ہیں۔ مزار قائد سے اونچائی کی خلاف ورزیاں، سڑکوں کی چوڑائی، کٹ لائین کی خلاف ورزیاں، زمین کے استعمال کا چارج، حفاظتی خلاف ورزیاں وغیرہ۔

کیا حکومت ایسی عمارات کو منہدم کرے گی؟

ملاحظہ کریں کہ گزشتہ تین برسوں کے دوران ہائی کورٹ نے انہدام کے حق میں فیصلے کئے لیکن حکومت نے اپنی بے بسی و لاچاری کا اظہار کیا۔

موجودہ قانون کی شکست/نفی کے لئے ایک آرڈیننس کو نافذ کیا جائے تو کوئی قانون کے لئے تعظیم وعزت کا اظہار کیونکر کرسکتا ہے؟

3- تعمیراتی صنعت کو فعال بنانے کے لئے۔

تقریبا 100,000 فلیٹس/ دکانیں/دفاتر کراچی میں آج بھی خالی ہیں۔ 200,000 خالی پلاٹ ان کے علاوہ ہیں۔

نان ڈیولپرز/ بلڈر کنسٹرکشن جو (مثلاً بینکس، سرکاری ادارے، فیکٹریاں ملٹی نیشنل دفاتر وغیرہ) غیر قانونی نہیں ہیں۔ ملک میں معاشی کساد بازاری کے باعث وہ بھی جوں کے توں موجود ہیں

اگر سابقہ غیر قانونی اقدامات کو باقاعدہ نہیں بنایا گیا تو بھی نئی قانونی تعمیرات کے شروع ہونے میں کیا چیز حائل ہے؟

4- ان یتیموں اور بیواؤں کی مدد کرنے کے لئے جنہوں نے اپنی تمام جمع پونجی کی سرمایہ کاری کی تھی۔

"یتیموں اور بیواؤں" پر جرمانے عائد کرنے کی بجائے لالچی بلڈروں بدعنوان/قصور وار اداروں (کے بی سی اے، سہولیات، ڈسٹرکٹ رجسٹرار، ضلعی انتظامیہ، پولیس، وغیرہ) پر جرمانے عائد ہونے چاہئیں۔

یتیم اور بیوائیں ریگولرائزیشن کے جرمانے ادا کرنے کے قابل نہیں ہوں گے۔

یتیم اور بیواؤں کی تعداد کیا ہوگی؟ کیا یہ بلڈر مافیا کا کوئی استحصالی حربہ ہے؟

کیا کوئی ان سوالات کا جواب دینے کی زحمت کرے گا۔ ہم سب سن رہے ہیں۔ ❖❖❖

کیا ہمارے شہری منصوبہ ساز کراچی کی اس صورت سے مطمئن ہیں

آپ دوستوں اور خاندان سے جتنے بھی دستخط جمع کر سکتے ہیں برائے مہربانی جمع کیجیے اور متعلقہ حکام یا شہری سیکریٹریٹ بھیج دیں

جناب محمد میاں سومرو

عزت مآب گورنر سندھ۔ کراچی۔

جناب دیوان محمد یوسف فاروقی

وزیر برائے ہاؤسنگ اور ٹاؤن پلاننگ

حکومت سندھ کراچی

غیر قانونی عمارات کی وسیع پیمانے پر ریگولرائزیشن شہریوں کے ''بنیادی حق زندگی'' کی نفی ہے۔ مجوزہ سندھ بلڈنگ کنٹرول آرڈی نینس (ترمیمی) آرڈی نینس 2001ء کو لازمی طور پر روکا جائے۔

نمبر	نام	پتہ	دستخط
1			
2			
3			
4			
5			
6			
7			
8			
9			
10			

کراچی کی تباہی کو قانونی مت بنائیے

شہریوں کے لئے امدادی کاؤنٹر

امدادی شعبہ متحرک ہوگا جو پریشر گروپ کی حیثیت سے کام کرسکتا ہے اور دباؤ کے اخراج کا کام بھی سرانجام دے گا

اخبارات میں مضامین سے۔ منہ سے نکلے ہوئے لفظ سے اور تنظیمی حوالوں سے تمام شہر کراچی کے شہری جانتے ہیں کہ وہ حکومت کے بارے میں اپنی شکایات اور تکالیف کے اظہار۔ کسی مسئلے پر قانون اور اقدام کے حصول یا ایک تنازعہ کو مصالحت سے بہتر طور پر حل کرنے کے لئے مشورہ حاصل کرنے کے لئے شہری سے مدد و تعاون حاصل کرسکتے ہیں۔ بعض اوقات انہیں خاطر خواہ توجہ نہیں ملتی کیونکہ شہری رضا کاروں کا وقت دیگر بہت سے منصوبوں اور ذمہ داریوں میں تقسیم ہے۔ شہری اب اپنے عمل کے گیارہویں برس میں داخل ہوچکا ہے تو یہ حقیقت آشکار ہوئی ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اپنے اس علم اور تجربے کو ادارہ جاتی شکل دی جائے جو اس نے شکایات دور کرنے میں سہولتیں مہیا کرنے کے دوران حاصل کیا تھا۔ تاکہ ہم اپنے شہریوں کی بہتر طور پر خدمت کرسکیں اور ہم جو کام کرتے ہیں اس میں زیادہ پائیدار تبدیلی تخلیق کرسکیں۔

تصور اور مقاصد

ہم نے (21 اکتوبر 2001ء سے) اپنے دفتر میں شہریوں کا ایک امدادی شعبہ تخلیق کیا ہے جس کی واحد ذمہ داری شہریوں کی شکایات کو سننا ہے یہ بالکل ایک قانونی کلینک کے طور پر کام کرے گا۔ یہ شہریوں کو شکایات کے ازالے کے لئے مناسب اور درست اطلاعات اور ذرائع سے لیس کرے گا اور قابل قبول نتیجے کے حصول کے لئے ان کا رابطہ مناسب ایجنسی یا عمل سے کرائے گا۔ شہری اراکین اور عملہ اس سلسلے کے نگراں ہوں گے۔ عملے کے اراکین سرکاری اداروں۔ ذرائع ابلاغ۔ این جی اوز اور کاروباری طبقے کے ساتھ اچھا اطلاعاتی رشتہ قائم کریں گے۔

شہریوں کا امدادی شعبہ عوام اور حکومت کے درمیان ایک مضبوط اور زیادہ شفاف اطلاعاتی رابطہ تخلیق کرے گا اور ساتھ ہی ایک محنتی، مستقل مزاج اور شہریوں کے وکیل کی حیثیت سے شہری کے تاثر کو فروغ دے گا۔

امدادی شعبہ مندرجہ مسائل پر شہریوں کی شکایات کے ازالے میں مدد فراہم کرنے کے لئے کام کرے گا۔

رہائشی عمارات میں غیر قانونی بلا اجازت تجاوزات۔ تجارتی مقصد کے لئے رہائشی پلاٹوں کا غلط استعمال، تفریحی پلاٹوں کا غلط استعمال، ٹریفک پارکنگ سزائیں، پانی کی سپلائی، بجلی کی خدمات، سیوریج، ٹھوس فضلے کا انتظام، درختوں کی کٹائی وغیرہ۔

شہری سی بی ای کے دفتر میں شکایات درج کرانے کے فارم دستیاب ہیں۔

شہری، شہریوں کے امدادی شعبہ کے لئے ایک ویب سائٹ بھی جاری کرے گا جس کا پتہ ڈان/جنگ میں اشتہار کے ذریعے شائع کیا جائے گا تاکہ شکایات/اپنے مسائل اور تکالیف کے ازالے کے لئے شہریوں کی رسائی ہو۔ ویب سائٹ شہریوں کے لئے معلومات بھی فراہم کرے گی تاکہ وہ شہری کو اپنی ای۔میل بھیج سکیں۔

طریقہ کار

شہری اپنے دفتر میں عوامی خدمت کا ایک کاؤنٹر قائم کرے گا جو ایک ٹیلی فون لائن، ایک کمپیوٹر، ایک لیزر پرنٹر اور ایک چھوٹے کاپیئر سے لیس ہوگا۔ تجربہ کار شہری کے اراکین کا عملہ جمعہ کے سوا صبح 9 بجے سے شام 5 بجے تک کاؤنٹر پر موجود رہے گا۔ شہری نمونے کے شکایتی خطوط بھی تخلیق کرے گا جو شہریوں کے لئے بطور نمونہ استعمال کئے جاسکتے ہیں۔ اس کا انحصار مسئلے کی نوعیت پر ہے۔ شہری روزانہ شکایات کا روزنامچہ تیار کرے گا۔ اور جاری یا بڑے تنازعات پر فائیل تخلیق کرے گا۔ اگر عوامی دباؤ کی ضرورت ہوگی یا شہریوں کے شعبہ کی کامیابیوں کو نمایاں کرنا مقصود ہو تو کاؤنٹر ذرائع ابلاغ سے رابطہ کرے گا۔ اچھی حاکمیت اور دوشہری تعلیم کے موضوعات پر شہری کے تخلیق کردہ پوسٹرز کی نمایاں نمائش کرے گا۔ شہریوں کا امدادی شعبہ باقاعدگی کے ساتھ مقامی اخبارات کے ادارتی/خطوط کے صفحات کے لئے مضامین اور خطوط لکھتا رہے گا تاکہ اپنی خدمت کے بارے میں آگاہی میں اضافہ کرے۔ شہریوں کی جانب سے ملنے والی شکایات کی نوعیت کی تشہیر کرے گا اور ایسے موضوعات پر مضامین کی اشاعت کرائے گا جن کے بارے میں حکومت خاموشی اختیار کرتی ہے۔

شہریوں کا امدادی شعبہ ایک اختراعی اور متحرک جگہ ہوگی جو ایک پریشر گروپ کی حیثیت سے کام کرسکتا ہے اور دباؤ کے اخراج کا کام بھی سرانجام دے گا۔ اس منصوبے میں ہونے والے کام کی محتاط نگرانی شہریوں کا امدادی شعبہ کرے گا تاکہ تمام امور کی تحریری شہادتوں کی مناسب فراہمی اور کمال کارکردگی کو یقینی بنایا جاسکے۔

شہریوں کو اپنے مسائل حل کرنے میں مدد و تعاون فراہم کرنے والے اراکین میں سردر خالد (آپریشنز منیجر/کل وقتی) ڈاکٹر سید رضا علی گردیزی، رونالڈ ڈی سوزا، امبر علی بھائی، حنیف ستار، خطیب احمد، رضوان عبداللہ، محمد علی رفیق اور سلمان ہارون (رضا کار۔ جزوقتی) شامل ہیں۔ ❖❖❖

نوید حسین

سلامتی اور اقتصادی فروغ کے لئے قابل عمل تجاویز

ہتھیار تیار کرنے والوں کے لئے متبادل روزگار کے مواقع پیدا کئے جائیں

ملک کو اسلحے سے پاک کیسے کیا جائے اور آمدنی کیسے پیدا کی جائے۔ نوید حسین ملک کو درپیش ان مسائل کے حل کے لئے چند تجاویز پیش کرتے ہیں۔

ہتھیاروں سے نجات

پاکستان خصوصاً درہ (پاکستان کا شمالی علاقہ) غیر قانونی ہتھیاروں کے علاقائی اسلحہ ایکسپورٹر کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا ہے۔ اگر اس قوم کو پرامن ترقی کرنی ہے تو اس صورتحال کا خاتمہ ضروری ہے۔ اس صورتحال سے نمٹنے کے لئے مندرجہ اقدامات اٹھانے کی ضرورت ہے۔

- پاکستان کو اس تمام اسلحے کو واپس خریدنے کے لئے 20 سے 30 ملین ڈالر کی رقم حاصل کرنی ہوگی۔ یہ رقم پاکستان کے اندر سے یا عرب ممالک یا بین الاقوامی ڈونروں سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ یہ کام فوری بنیادوں پر ہونا چاہئے کیونکہ اکتوبر 2002ء میں ایک سیاسی حکومت وجود میں آجائے گی اور اسے اس منصوبے پر عملدرآمد کرنے میں مشکل کا سامنا ہوسکتا ہے۔
- ٹیلی ویژن اور پریس کے ذریعے ان مقامات کی تشہیر کی جائے جہاں ہتھیاروں کو نقد ادائیگی پر واپس کیا جاسکتا ہے۔ اس عمل کے ذریعے یہ بھی مشتہر کیا جائے کہ اس بارے میں کوئی سوال نہیں پوچھا جائے گا کہ اسلحہ واپس کرنے والے کا نام۔ پیشہ یا پتہ کیا ہے۔ حکومت کو واپس ہونے والے ہتھیاروں کی فوری نقد ادائیگی کو یقینی بنایا جائے۔
- ہر ہتھیار کی قیمت ڈیرہ کی قیمتوں سے ذرا کم رکھی جائے تاکہ حکومت کو واپس فروخت کرنے کے لئے وہاں یہ غیر قانونی ہتھیار تیار نہ کئے جائیں۔
- درآمد شدہ ہتھیاروں اور درہ میں تیار ہونے والی اس کی نقل کی قیمتوں میں فرق ہونا چاہئے کیونکہ درآمدی ہتھیاروں پر سیریل نمبر پرنٹ ہوتا ہے اور وہ زیادہ معیاری ہوتے ہیں۔
- ہتھیاروں کو بے کار بنانے کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ یہ بہت ضروری ہے کیونکہ حکومت کو ان کا ذخیرہ کبھی بھی نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بااثر اور دولتمند افراد انہیں ماہرین اسلحہ سے خرید سکتے ہیں۔
- ہتھیار تیار کرنے والوں کے لئے روزگار پیدا کئے جائیں۔ انہیں آرڈی ننس فیکٹریوں میں ملازمت دی جاسکتی ہے یا انہیں قرضے فراہم کئے جائیں تاکہ وہ دیگر ذرائع سے آمدنی پیدا کریں۔
- معاشرے کو اسلحے سے پاک کرنے کی پالیسی کو قوت اور تحریک دینے کے لئے دہشت گردی کی مخالف عدالتیں ایسے قانون شکنوں کو شدید قسم کی سزائیں دیں جو ہتھیاروں کے ساتھ پکڑے جائیں۔ خاص طور پر وہ دولتمند افراد جن کے ساتھ مسلح محافظ اور مجرم ہوتے ہیں۔
- اس پالیسی پر زور دینے کے لئے کچھ عرصے بعد پولیس فورس کو ہدایت دی جائے کہ وہ صرف پہلو میں رکھنے والے ہتھیار مثلاً ریوالور لے کر باہر نکلیں انہیں بندوقیں لے کر چلنے کی اجازت نہیں ہونی چاہئے۔

تشخیص محاصل

- ہم جو انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں اس رقم کی کچھ اصلاح ہونی ضروری ہے۔ انکم ٹیکس ادا کرنے والوں کی حیثیت سے ہمیں بیماری کا الاؤنس۔ اپنے بچوں کے لئے مفت تعلیم، مفت طبی توجہ، بے روزگاری فوائد یا پنشن نہیں ملتی۔
- ہم جو انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں اس کی تقسیم ہونی چاہئے۔ وفاقی حکومت کو اس کا ایک حصہ ضرور ملے اور شہری علاقوں کو دوسرا حصہ ملنا ضروری ہے۔ یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ ہم سے ہر ایک جو جائیداد ٹیکس ادا کرتا ہے وہ زیادہ سے زیادہ 0.2 فیصد ہے۔ جبکہ دیگر ممالک میں یہ 2 سے 3 فیصد ہے۔ چنانچہ انکم ٹیکس ادا کرنے والا ہر شخص اتنی ہی مقدار میں انکم ٹیکس ادا کرے گا لیکن یہ دو حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ شاید اس میں سے نصف وفاقی حکومت کو ملنا چاہئے اور دوسرا نصف حصہ جائیداد ٹیکس کی حیثیت صوبائی حکومت کو دیا جانا چاہئے۔
- جائیداد ٹیکس میں یہ اضافہ پانی کی فراہمی میں ترقی اور سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹ پر خرچ ہوگی (اتفاق سے یہ پاکستان میں تقریباً مفت ہے جبکہ ترقی یافتہ معاشروں میں نل کے پانی کی قیمت 350 روپے فی کیوبک میٹر ہے) پاکستان میں پیدا ہونے والا کل سیوریج کسی صفائی کے بغیر نالوں۔ دریاؤں اور سمندر میں بہا دیا جاتا ہے۔ یہ تازہ پانی کی کل فراہمی کو تباہ کر رہا ہے اور ماحولیاتی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔ سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس آبادی کے لئے پینے کے پانی کو محفوظ کریں گے کیونکہ ہم ری سائیکل پانی کو زراعت اور باغات و سبزے کے لئے استعمال کرسکتے ہیں۔ اور یہ ماحولیاتی آلودگی کا باعث بھی نہیں ہے۔ اگر ہم نے اس سلسلے میں پیش قدمی کی تو عالمی بینک نے پاکستان میں سیوریج ٹریٹمنٹ پلانٹس کے لئے چند سو ملین ڈالر رکھے ہوئے ہیں جو ہمیں مل سکتے ہیں۔

شہری محصولات میں اس اضافے سے اس طریقے میں شدید شفاف پن ہونا ضروری ہے جس کے تحت ہم اس رقم کو خرچ کریں گے اب تو نومنتخب ناظم بھی موجود ہیں۔

(نوید حسین رکن منیجنگ کمیٹی۔ شہری۔ سی بی ای)

❖ ❖ ❖

شہری شیل کے جذبے کی قدر کرتا ہے

Mr. Farooq Rahmatullah
Managing Director,
Shell Pakistan
Fax: 566-0071

Your company is trying to establish internationally that it is interested in people and this planet --- and not merely in profits !!
Please do not support the builders' mafia of Karachi.

No.	Name	Address	Signature
1	[illegible]	[illegible]	
2	[illegible]	[illegible]	
3	[illegible]	[illegible]	[illegible]
4	[illegible]	[illegible]	[illegible]
5	[illegible]	[illegible]	[illegible]

جناب فاروق رحمت اللہ
منیجنگ ڈائریکٹر
شیل پاکستان
فیکس: 566-0071

آپ کی کمپنی بین الاقوامی طور پر یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے کہ وہ عام لوگوں اور اس کرہ ارض میں دلچسپی رکھتی ہے اور اس کی دلچسپی صرف منافع میں نہیں ہے۔

برائے مہربانی کراچی کے بلڈر مافیا کی سرپرستی مت کیجئے۔

شیل پاکستان ایک غیر قانونی اور بلا اجازت تعمیر ہونے والی عمارت (الکامران سینٹر۔ شاہراہ فیصل کراچی) کی چھت پر ایک اشتہاری ہورڈنگ دکھا رہا تھا تو شہری نے جناب فاروق رحمت اللہ۔ منیجنگ ڈائریکٹر۔ شیل پاکستان کو اس کی دیرپا ترقی کی اعلانیہ عالمی ذمہ داری کی یاددہانی کرائی اور مذکورہ ہورڈنگ کو ہٹانے کا مطالبہ کیا تھا۔ شہری نے بیک وقت اس مسئلے پر عوامی آگاہی کی ایک مہم کا آغاز بھی کیا تھا اور عوامی گزارشات بھی جمع کر کے شیل پاکستان کے دفتر میں بھیج دی گئی ہیں۔ یہ امر باعث اطمینان ہے کہ شیل پاکستان کی انتظامیہ نے فوری اور مناسب قدم اٹھاتے ہوئے اشتہارات کو غیر قانونی عمارت سے ہٹا لیا۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ شیل پاکستان ایسے دوسرے معاملات میں بھی جہاں اس کے اقدام ماحول کے مفادات کے ساتھ متصادم ہوتے ہوں ایسی ہی تشویش اور عمل کا مظاہرہ کرے گا۔ ❖

ایک بہتر ماحول کی تخلیق کے لئے

''شہری'' میں شمولیت اختیار کیجئے

اگر آپ ''شہری'' میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو براہ کرم یہ کوپن بھر کر اس پتے پر روانہ کر دیں۔

شہری برائے بہتر ماحول۔ 206۔جی۔ بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس، کراچی 75400۔ پاکستان

ٹیلی فون / فیکس 92-21-4530646

E-mail address:
Shehri@onkhura.com (Web site)
URL:http//www.onkhura.com/shehri

نام ____________ ٹیلی فون (گھر) ____________

ایڈریس ____________

پیشہ ____________ ٹیلی فون (دفتر) ____________

شہری کی رکنیت

2002ء کے لئے شہری کی رکنیت کی تجدید کروانا نہ بھولیں۔ شہری میں شرکت کریں اور بطور شہری اس شہر کو صاف رکھنے، صحت بخش اور ماحول دوست مقام بنانے کے لئے مدد دیں۔

انصاف

عوامی مفادات کا تحفظ اور محتسب اعلیٰ کا کردار

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق ایک فیصلہ جو دھوکہ دہی کے ذریعے حاصل کیا جائے وہ قانون کی نگاہ میں معدوم ہے

دفتر محتسب اعلیٰ عوامی مفادات کی نگہداشت کرتا ہے

صوبائی محتسب اعلیٰ سندھ جناب جسٹس حاذق الخیری کے سامنے جناب صدیق رفیع۔ صدر۔ گلشن فاروق ریذیڈنٹس ویلفیئر سوسائٹی۔ سکنہ آر۔55۔ سیکٹر 7۔ ڈی/3۔ نارتھ کراچی نے مداخلت کرتے ہوئے نظرثانی کی درخواست دی تھی۔ وہ محتسب اعلیٰ کے جاری کردہ اس حکم بتاریخ 8-8-2000 پر نظرثانی چاہتے تھے۔ جس میں انہوں نے متعلقہ ایس ڈی ایم کو ہدایت دی تھی کہ وہ پلاٹوں اور پارک کی حدبندی کے مقصد کے لئے جانے والے کے ڈی اے کے عملے کو تحفظ فراہم کریں اور قانونی الاٹیوں کو پرامن منتقلی پلاٹس کو یقینی بنائیں تاکہ وہ منظورشدہ پلان کے مطابق تعمیرات کا آغاز کرسکیں۔

مداخلت کنندہ کے مطابق تفریحی پلاٹ 5-51۔ سیکٹر 7-D/3۔ نارتھ کراچی۔ رقبہ 121 ایکڑ (5893 مربع گز) کے ڈی اے نے کھیل کے میدان/ پارک کے لئے مختص کیا تھا جو 1976ء کے اصلی لے آؤٹ پلان میں موجود ہے۔ کے ایم سی نے بھی مذکورہ پلاٹ کے اطراف کوئی 5 - 6 برس قبل چاردیواری تعمیر کی تھی۔ لیکن بعد میں زمین کے بعض قابضین نے مذکورہ تفریحی پلاٹ پر ناجائز قبضہ کرلیا اور اس پر کئی بنگلے تعمیر کردیئے اور یہ ظاہر کیا کہ کے ڈی اے نے پلاٹ کی حیثیت کو تبدیل کردیا ہے اور یہ پلاٹ انہیں الاٹ کردیئے ہیں۔

اس سے قبل جناب علی احمد اور دیگر افراد نے کے ڈی اے اور ڈپٹی کمشنر وسطی کراچی کے خلاف ایک شکایت نمبر POS/643/2000/H(29) درج کرائی اور فریادیوں نے ان پلاٹوں پر مکانات تعمیر کرنے کے لئے محتسب اعلیٰ سے اجازت طلب کی جو انہوں نے اصلی الاٹیوں سے خریدے تھے جن کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ انہیں یہ پلاٹ آبادکاری کی اسکیم کے تحت الاٹ ہوئے تھے اور شہر کے مختلف علاقوں سے منتقل ہوئے تھے۔ یہ شکایت زیرغور آئی۔ اسے الاٹمنٹ آرڈروں کی بنیاد پر پرکھا گیا۔ جو 1996ء کے نظرثانی شدہ پلان کے مطابق دھوکہ دہی سے تیار کئے گئے تھے جس میں کے ڈی اے کو پلاٹ اور پارک کے علاقے کی دوبارہ حدبندی کی ہدایات دیٰ گئی تھیں تاکہ مستقبل میں کسی تنازعہ یا تصادم سے گریز کیا جاسکے۔ محتسب اعلیٰ کے سامنے کے ڈی اے سمیت کوئی بھی ادارہ تحقیقات کے دوران یہ بات نوٹس میں نہیں لایا کہ مذکورہ لے آؤٹ پلان کو 1996ء میں چالاکی اور اجازت کے بغیر تیار کیا گیا اور اس میں ترمیم لائی گئی۔ جو تفریحی پلاٹ کی تبدیلی یا اس کے کسی بھی حصے کی تفریح کے علاوہ کسی بھی دوسرے مقصد کے لئے استعمال سے متعلق کے ڈی اے کے مقررہ اصول وضوابط کے خلاف ہے۔

مداخلت کنندہ جناب صدیقی نے دعویٰ کیا کہ ایڈیشنل ڈائریکٹر (لینڈ) کے ڈی اے کا پیش کردہ 1996ء کا پارٹ لے آؤٹ پلان 1976ء میں تیار ہونے والے اصلی لے آؤٹ پلان سے بہت مختلف ہے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ پارٹ لے آؤٹ پلان 1996ء میں بدنیتی سے تیار کیا گیا تاکہ زمین کے قابضین کی ملی بھگت سے 80 مربع گز کے سترہ رہائشی پلاٹ تخلیق کئے جاسکیں۔ بڑے تفریحی پلاٹ نمبر ST-05 کا رقبہ 5893 مربع گز تھا۔ جو

محتسب اعلیٰ کا کردار

محتسب اعلیٰ حکومت اس کے اداروں اور سرکاری عہدیداروں کی بدعنوانی سے بحث کرتا ہے اور دیگر ٹریبونل یا ظاہر عدالتی ٹریبونل سے مختلف بنیاد پر قائم ہے۔ وہ انصاف کے ایک مختلف نظام سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر حکومتی بدانتظامی یا بدعنوانی کے ذریعے کسی شخص کے ساتھ ناانصافی کا ارتکاب ہوا ہے تو اسے تفتیش اور تشخیص کرنے کے بعد شکایت کا ازالہ کرنے اور انصاف دلانے کا اختیار حاصل ہے۔ یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ اس کے ساتھ اصلاح کرنے والی کسی مشینری کے بندوبست کی غیر موجودگی میں وہ انتظامی انصاف کرنے کے قابل ہوگا۔ اس کی جانب سے اگر ایک معمولی سی بھول چوک یا غلطی کی درستگی نہ ہو یا اس کی تلافی نہ ہو تو متاثرہ اشخاص یا حکومت کے لئے مختلف النوع مسائل اور حد سے زیادہ دقت طلب مشکلات جنم لے سکتی ہیں کیونکہ یہ انصاف سے انکار ہے اور اس بنیادی قانون کے منافی ہے جس کی بناء پر محتسب اعلیٰ کا ادارہ وجود میں آیا۔

محتسب اعلیٰ کا عہدہ وفاقی ہو یا صوبائی اس پر اعلیٰ عدالت کا حاضر یا ریٹائرڈ جج ہی فائز ہوسکتا ہے جس کی قابلیت اور اہلیت مسلمہ ہو۔ انصاف کے اس نظام کے طریقہ کار کے بارے میں اس کا علم وسیع اور گہرا ہو۔ کوئی بھی گزارش جو صدر یا گورنر کو دفعہ 32 کے تحت پیش کی جائے وہ سی پی سی کے دائرہ مفہوم میں اپیل میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ یہ گزارش یا فریاد ایک اپیل کی بہت سی خصوصیات سے محروم ہوتی ہے اور نہ تو وکیل اور نہ ہی دونوں فریقین کو ان کے سامنے پیش ہونے اور اپنا کیس پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ ان کیسوں میں جہاں دھوکہ دہی یا غلط بیانی یا عدالتی اختیار کی خواہش کی بنیاد پر نظر ثانی کی درخواست کی جائے تو ایک محتسب اعلیٰ اپنی آنکھیں بند نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس کے سامنے تمام کارروائی غیر موثر ہوسکتی ہے اور نتیجۃً انصاف کی ناکامی کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ ان بنیادوں پر ایک فیصلہ یا حکم کو پس پشت ڈال دینے کا اختیار اسے خلقی طور پر حاصل ہے اور اس کے ساتھ ہی دوسرے کیسوں میں جہاں غلطی ریکارڈ کے سامنے ہی موجود ہو یا جہاں نئے اور اہم حقائق سامنے آجائیں جو ممکن ہے کہ اس کے یا اس کے پیش رو کے فیصلے پر اثرانداز ہوئے ہوں۔ یہاں ایکٹ کی دفعہ 37 کا حوالہ دینا مناسب ہوگا جس میں صاف اور غیر مبہم پیرائے میں بیان کیا گیا ہے کہ اس ایکٹ کے پروویژن ہر حال میں موثر ہوں گے چاہے اس کا مقابلہ یا تصادم دوسرے کسی مروجہ قانون سے کیوں نہ ہو۔

تنظیم علی اور دیگر بمقابلہ کچی آبادی اتھارٹی۔ ہمدرد لیبارٹری (وقف) پاکستان بحیثیت ثالث (صفحہ 77 تا 89 محتسب اعلیٰ کی سالانہ رپورٹ 2000ء) جس میں جسٹس حاذق الخیری۔ محتسب اعلیٰ۔ حکومت سندھ نے فیصلہ سنایا۔

تقسیم ہونے کے بعد 4076 مربع گز رہ گیا جو اب کھیل کے میدان یا پارک کے استعمال کے لئے قطعی مناسب نہیں رہا۔ درخواست کنندہ نے اس لئے محتسب اعلیٰ کے دفتر سے رجوع کیا تاکہ پہلے فیصلے پر مناسب نظر ثانی ہوسکے۔ جو چند غلط اور جھوٹی رپورٹوں کی بنیاد پر دھوکہ دہی سے حاصل کیا گیا تھا۔

محتسب نے ذاتی طور پر 15-2-2001، 17-3-2001 - 14-4-2001 اور آخری بار 12-5-2001 کو مقدمہ کی سماعت کی۔ جن کے دوران متعلقہ اداروں نے متعدد تحریری شہادتیں پیش کیں جن پر مندرجہ بحث کی گئی۔

اصلی اور ترمیمی لے آؤٹ پلان دونوں کو تیار کرنے والا متعلقہ شعبہ کے ڈی اے کا پلاننگ اینڈ اربن ڈیزائن ڈپارٹمنٹ ہے۔ جس سے کہا گیا کہ وہ نہ صرف اس کیس کی تاریخ تفصیل سے بتائے بلکہ ان حالات پر روشنی ڈالے اور اصلی لے آؤٹ پلان میں ترمیم کا جواز بھی بتائے جس کے نتیجے میں تفریحی پلاٹ کا سائز صرف اس لئے کم کردیا گیا کہ 80 گز کے رہائشی پلاٹس 17 الاٹیوں کو فراہم کئے جائیں جو قواعد وضوابط کے عین منافی تھا۔ ایڈیشنل ڈائریکٹر (ڈی پی یو ڈی) نے اپنے خط اے (ڈی) ٹی پی 2/95/2001 بتاریخ 10-5-2001 میں ہر پوائنٹ پر تفصیلی رائے زنی پیش کی۔

جناب افتخار علی قائم خانی ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ اربن ڈیزائن کے ڈی اے نے محتسب اعلیٰ کے سامنے اپنے بیان میں کہا۔

''اس کیس میں اصل ریکارڈ دستیاب نہیں ہے۔ انہیں علم نہیں ہے کہ پارک کے ایک حصے کی رہائشی پلاٹ میں تبدیلی سے متعلق معاملے کی پیش قدمی کس طرح ہوئی تبدیلی کے لئے کونسا طریقہ کار اختیار کیا گیا۔ اسے صرف یہ علم ہے کہ ڈی جی کی منظوری لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ انہوں نے زور دے کر کہا کہ ایسی تبدیلی کے لئے عوام سے اعتراضات طلب نہیں کئے جاتے''۔

ڈاکٹر سید رضا علی گردیزی۔ نمائندہ شہری نے یہ دلیل دی کہ کے ڈی اے کے حکم 1957ء کے سیکشن D52 کے تحت ایک تفریحی پلاٹ کو کسی اور مقصد کے لئے اس وقت تک تبدیل نہیں کیا جاسکتا جب تک مخصوص طریقہ کار اختیار نہ کیا جائے۔

محتسب اعلیٰ نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اس وقت کیا ایگزیکٹو انجینئر نارتھ کراچی اور ڈی پی اینڈ یو ڈی اور لینڈ ڈپارٹمنٹ نے نہایت دھوکہ بازی اور گمراہ کن انداز میں عمل کرتے ہوئے ایک غلط اور جھوٹی سروے رپورٹ بتاریخ 19-10-1994 داخل کی جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ 60X206 یعنی 1560 مربع گز کا ایک قطعہ زمین ST-05 سیکٹر 7-3/3 نارتھ کراچی سے ملحق موجود ہے جس پر 80 مربع گز کے مخصوص پلاٹ بن سکتے ہیں اور یہ کہ ان پلاٹوں سے ST-05 کا رقبہ کسی طرح بھی متاثر نہیں ہوگا۔

یہ رپورٹ قطعی طور پر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ ST-05 سے ملحق سائٹ پر کوئی بھی زائد زمین دستیاب نہیں ہے اور انہوں نے جو سائٹ سروے خاکہ بنایا وہ بھی غلط تھا

کیونکہ وہ بھی دھوکہ دہی اور گمراہ کن نیت کے تحت تھا اور خاکے میں ST-05 کا درست رقبہ نہیں دکھایا گیا۔ یہ ابتدائی خاکہ ایک پارٹ لے آؤٹ پلان کی بنیاد پر بنایا گیا تھا جو اس وقت کے ڈائریکٹر ڈی اینڈ یو ڈی اور ان کے عملے نے تیار کیا تھا اور جنہوں نے واضح طور پر ایکس ای این۔ این کے ٹی اور دیگر کے ساتھ ملی بھگت کی۔ ڈی پی یو ڈی اور لینڈ ڈپارٹمنٹ نے جان بوجھ کر حقائق پوشیدہ رکھے۔ تقسیم میں ایک ایسے تفریحی پلاٹ کی تقسیم شامل ہے جو پارک/کھیل کے میدان کے لئے مخصوص ہے۔ یہ قانون کی شدید خلاف ورزی ہے اور اس کا عوامی دلچسپی پر بہت برا اثر پڑے گا۔

محتسب اعلیٰ نے مشاہدہ کیا کہ خوش قسمتی سے ST-05 اپنے اصلی رقبے اور سائز یعنی 260X204=5893 مربع گز کے ساتھ چار دیواری میں تھا جس میں ایک لوہے کا گیٹ بھی تھا۔ جواب بھی موجود ہے اور اس مقصد کے لئے دستیاب ہے جس کے لئے وہ اصل میں مخصوص کیا گیا تھا۔ حقیقتاً یہ سائٹ آج بھی ایک کھیل کے میدان کی حیثیت سے استعمال ہوتی ہے۔ جیسا کہ فائل میں لگی ایجنسی کی رپورٹ اور تصاویر سے ظاہر ہوتا

محتسب اعلیٰ نے فیصلہ دیا کہ مندرجہ بالا حقائق کے پیش نظر بیان کردہ پلاٹ جو نقشہ میں تخلیق کئے گئے ہیں حقیقت میں زمین پر موجود نہیں ہیں۔ چنانچہ نقشے میں تخلیق ہونے والے پلاٹوں کو بیان کردہ الاٹیوں کے حوالے کرنا ممکن نہیں ہے۔ مجاز اتھارٹی مثلاً ڈائریکٹر جنرل کے ڈی اے کی منظوری ایک غلط اور گمراہ کن رپورٹ اور خاکے کی بنیاد پر دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی چنانچہ یہ منظوری کوئی قانونی حیثیت نہیں رکھتی۔ ایک تفریحی پلاٹ پر مخصوص پلاٹوں کا حصول۔ نام نہاد منتقل ہونے والوں کے نام ان کا الاٹمنٹ اور لیز کا جاری ہونا (اگر کوئی لیز ہوئی ہے تو) صوبہ سندھ ایکٹ 1991ء کے لئے محتسب اعلیٰ کے دفتر کے قیام کے سیکشن 2 کے تحت بدعنوان انتظامیہ کی شرارت کے زمرے میں آتا ہے۔

کے ڈی اے کے لینڈ ڈپارٹمنٹ سے موصول ہونے والے ایک خط نمبر کے ڈی ڈی اے/ای ای/این کے ڈی 222/2001 بتاریخ 28-4-2001 میں دیئے گئے کمنٹس بھی مندرجہ بالا پوزیشن کی تصدیق کرتے ہیں۔ رپورٹ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ 80 مربع گز کے پلاٹوں اور ST-05 کے بقیہ حصے اور پلاٹوں کے درمیان سڑک کی تخلیق ST-05 سیکٹر 7-D/3 کے اصلی رقبے کو گھٹانے کے بعد کی گئی تھی۔ سماعت کے دوران کے ڈی اے کے لینڈ ڈپارٹمنٹ نے قبول کیا کہ منتقل ہونے والے جن افراد کو یہ پلاٹ تخلیق کر کے دیئے گئے ان کا اتا پتہ کے ڈی اے کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ منتقلی کی اسکیم کے تحت شہر میں تجاوزات قائم کرنے والے اور سڑکوں کے کنارے ناجائز قابضین کی بحالی کی اسکیم زمین ہتھیانے اور قابض ہونے والوں کی ملی بھگت سے دھوکہ دہی اور بدعنوانی سے طاعون زدہ ہو چکی ہے۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر۔ شفٹنگ برانچ کے ڈی اے کے خط نمبر کے ڈی اے/اے ڈی (این کے ٹی)/2113/99 بتاریخ 3-6-1999 میں بھی ان ناجائز قابضین کے ناموں کے سوا کوئی پتہ درج نہیں ہے۔ اس خط میں ان پلاٹوں کی جگہ کو ST-05 سے ملحق دکھایا گیا ہے۔ اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اعلیٰ درجے کی بدانتظامی و بدعنوانی کی منصوبہ بندی کی گئی اور اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ محتسب اعلیٰ نے اپنے فیصلے میں مزید لکھا کہ ایک بہت اچھے طریقے پر منصوبہ بندی کر کے بدعنوانی کا ارتکاب کیا گیا۔ جس کی بنیاد پر شکایت کنندگان شکایت نمبر POS/643/2000/H(29) میں محتسب اعلیٰ سے یہ ہدایات لینے میں کامیاب ہوگئے کہ انہیں متعلقہ ادارے کی جانب سے جاری ہونے والے الاٹمنٹ/لیز کی بنیاد پر مکانات تعمیر کرنے کی اجازت دی جائے۔ بلاشبہ مذکورہ شکایت کنندگان کے ساتھ ساتھ ادارے نے بھی حقائق کو پوشیدہ رکھا اور ان کے سامنے دھوکہ دہی سے غلط وگمراہ کن وکالت کی گئی اور قابل گرفت حکم بتاریخ 8-8-2000 حاصل کیا۔

> **محتسب اعلیٰ نے اپنے فیصلے میں لکھا کہ ایک بہت اچھے طریقے پر منصوبہ بندی کر کے بدعنوانی کا ارتکاب کیا گیا**

محتسب اعلیٰ نے اپنے فیصلے میں حوالہ دیا کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے سیف الرحمن بمقابلہ حیدر شاہ کا مقدمہ جس کی رپورٹنگ PLD 1967 سپریم کورٹ آف پاکستان 344 میں ہوئی یہ طے کر دیا ہے کہ "ایک فیصلہ جو دھوکہ دہی کے ذریعے حاصل کیا جائے تو وہ قانون کی نگاہ میں معدوم ہے۔" وفاق پاکستان بمقابلہ محمد طارق پیرزادہ کے مقدمے میں فاضل عدالت نے مشاہدہ کیا کہ محتسب اعلیٰ ایسے طریقہ کار کی تیکنیکوں کے باعث پیدا ہونے والی بعض کمزوریوں سے متاثر نہیں ہوگا جو بحیثیت رکاوٹ یا عدالت کی منظوری یا مرضی کے خلاف عمل پیرا ہو۔

سندھ ہائیکورٹ نے ظاہر انصاری اور دیگر بمقابلہ کے ڈی اے اور دیگر پی ایل ڈی 2000 کراچی 168 کے ایک معاملے میں بھی ایسے احکامات کو ناقابل حمایت اور کالعدم قرار دیا تھا۔ ایسے ہی خیالات کا اظہار سندھ ہائیکورٹ کی ڈویژن بینچ نے ڈائریکٹر اسکول ایجوکیشن۔ ۔۔ رآباد ریجن بمقابلہ صوبائی محتسب اعلیٰ 199ء ایم ایل ڈی 2856 میں بھی کیا تھا۔

چنانچہ محتسب اعلیٰ کسی شک وشبہ سے بالاتر ہو کر اپنے پہلے حکم بتاریخ 8-8-2000 کو دھوکہ دہی اور غلط وکالت کی بنیاد پر کالعدم قرار دیتے ہوئے کے ڈی اے کے ڈائریکٹر جنرل کو محتسب اعلیٰ کے دفتر کے قیام برائے صوبہ سندھ ایکٹ 1999 کے سیکشن 11 کے تحت ہدایات کرتے ہیں کہ وہ اس سارے معاملے کی تحقیق کریں اور کے ڈی اے کے ان سابق اور موجودہ افسر/افسران واہلکاروں کے خلاف قانون کے تحت مجرمانہ تادیبی یا دوسرے اقدامات اٹھائیں۔ کیونکہ اس کیس میں محتسب اعلیٰ کے علم میں لاتے ہوئے دھوکہ دہی سے مذکورہ تفریحی پلاٹ نمبر ST-05 میں سے نام نہاد منتقل ہونے والی افراد/پرائیویٹ افراد کے نام زمین ٹرانسفر ہونے کا معاملہ شامل ہے۔ مزید براں کے ڈی اے کو یہ ہدایت دی جاتی ہے کہ وہ دھوکہ دہی۔ غلط وکالت اور بدعنوان انتظامیہ کا شکار ہونے والے پلاٹ کے حقیقی خریداروں/الاٹیوں/لیز کو پلاٹ کی مارکیٹ کی قیمت کے حساب سے پورا معاوضہ دے اور تلافی کرے۔ ایسے پلاٹوں کی بازار کی قیمت کا تعین ڈائریکٹر لینڈ کے ڈی اے مناسب تحقیق کے بعد محتسب اعلیٰ کے علم میں لاتے ہوئے چار ماہ کے اندر کرے گا۔

اپنے فیصلے کو لکھتے ہوئے محتسب اعلیٰ نے محترمہ آمنہ انعام ایس ڈی ایم نارتھ ناظم آباد کی تعریف وستائش کی جنہوں نے مذکورہ دھوکہ دہی اور فریب کا پتہ لگایا اور سماعت کے دوران ان کی معاونت کی۔ ❖❖❖

فرحان انور

قدرتی وسائل اور جنگلی حیات پر بھرپور توجہ دی جارہی ہے

ورلڈ وائلڈ فنڈ فار نیچر پاکستان کے ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل ڈاکٹر اعجاز احمد سے خصوصی انٹرویو

سوال۔ ہمیں پاکستان میں ڈبلیو ڈبلیو ایف کے کام کے بارے میں کچھ بتایئے؟

جواب۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف کا یقین ہے کہ تحفظ اور بچاؤ کا عمل دیگر اہم تقاضوں اور زندگی کی حقیقتوں سے الگ تھلگ رکھا جائے تو یہ کامیاب نہیں ہوسکتا چنانچہ ہمارا مطمح نظر تحفظ کو ترقی کے ساتھ کچھ اس طرح باہم ملانا ہے کہ کوئی ایک کو دوسرے کے ہاتھوں نقصان نہ پہنچے۔

عام خیال کے برخلاف ڈبلیو ڈبلیو ایف کا کام جنگلی حیات کے تحفظ تک محدود نہیں ہے بلکہ وہ قدرتی ذرائع کے انتظام اور ماحولیاتی مسائل سے جڑے وسیع تر مسائل کو دھیان میں رکھتے ہوئے ایک موثر رسائی اختیار کرتا ہے۔ مثلاً انڈس ڈولفن کی نسل کو ختم ہونے سے اسی صورت میں محفوظ رکھ سکتے ہیں جب دریائے سندھ کو لاحق زمینی ماحولیاتی آلودگی کے خطرات کو کم کرنے کے لئے بھرپور کوششیں کی جائیں۔

پاکستان میں ہم اس وقت جنگلی حیات کے تحفظ سے متعلق 40 چھوٹے اور بڑے منصوبوں پر کام کر رہی ہیں۔ ان میں مہاجر پرندوں، کچھوؤں، ہمالائی بکرے، برفانی چیتے، انڈس ڈولفن وغیرہ کے تحفظ کی کوششیں شامل ہیں۔ ہمارے کام کا ہدف پاکستان کے متعدد و متنوع اقسام کے قدرتی مناظر اور نباتاتی ماحولیاتی نظام مثلاً مرطوب درجہ حرارت کے جنگلات، اسکرب جنگلات، دلدلی زمین/مینگروو جنگلات، چلغوزہ اور صنوبر کے جنگلات ہیں۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف نے پاکستان کے کئی قومی پارکوں کے لئے ایک جامع انتظامی منصوبہ تیار کیا ہے اور کچھ کیسوں میں یہ تیاری کے عمل میں ہے۔ ان قومی پارکوں میں خنجراب نیشنل پارک شامل ہے۔ ہمارا کام تحقیقی زیادہ ہے اور فیلڈ ورک پر مرتکز ہے۔

جنگلی حیات اور جنگل کے مکینوں کو درپیش مسائل کی اکثریت انسانوں کی پیدا کردہ ہے ، لکڑی کے ذخائر کو ٹمبر مافیا نے بری طرح متاثر کیا ہے

سوال۔ پاکستان میں جنگلی حیات اور جنگل کے مکینوں یعنی جانوروں اور پودوں کو کون سے بڑے خطرات لاحق ہیں؟

جواب۔ ہمارے یہاں جنگلی حیات اور جنگل کے مکینوں کو درپیش مسائل کی اکثریت انسانوں کی پیدا کردہ ہے۔ شمال میں لکڑی کے جنگلات کے ذخائر کو ٹمبر مافیا کی سرگرمیوں نے بہت بری طرح متاثر کیا ہے۔ پاکستان میں جنگلات کی کٹائی کی شرح دنیا بھر میں دوسرے نمبر پر ہے۔ پھر ان نقصان دہ سرگرمیوں کا سدباب کرنے کے لئے چند ہی پیش قدمی کی جاتی ہیں۔ کیونکہ نہ تو ان علاقوں میں درخت لگائے گئے میں اور نہ جنگل بنائے گئے۔ این جی او کمیونٹی کی بنیاد پر ہونے والے اقدامات کی تعداد زیادہ ہے چنانچہ اثر بھی محدود ہے۔ اس کے علاوہ ان سرگرمیوں کی بہتر منصوبہ بندی عام طور پر نہیں ہوتی معلومات بھی ناکافی ہوتی ہیں۔ یہ تمام چیزیں ملک کی ٹمبر مافیا کی وسیع پیمانے پر ہونے والی غیر قانونی تجارت پر بہت محدود طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔

شکار اور ناجائز شکار نے بھی ہماری جنگلی حیات کو خطرات سے دوچار کیا ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ جنگلی حیات کی تجارت، منشیات کے بعد دنیا کی دوسری سب سے زیادہ منافع بخش غیر قانونی تجارت ہے۔ ہماری آبی زندگی بھی اس سرگرمی سے محفوظ نہیں ہے۔ ماہی گیری کے بڑے جہازوں کی زیادہ تر تعداد غیر ممالک میں رجسٹرڈ ہوتی ہے۔ وہ پاکستان کے ساحلی علاقوں میں ضرورت سے زیادہ مچھلیاں پکڑنے میں مصروف ہیں۔ اگرچہ کہ وہ اپنے شکار میں بہت انتخاب سے کام لیتے ہیں۔ لیکن ابتداء میں وہ سبھی کچھ جوان کے جال میں پھنستا ہے۔ پکڑ لیتے ہیں یہ تباہ کن عمل نہ صرف ہماری مچھلی کے ذخیرہ کو کم کر رہا ہے بلکہ ہمارے ملک کے ماہی گیروں اور ماہی گیروں کی کمیونٹی کے روزگار کو بری طرح

شکار اور ناجائز شکار نے ہماری جنگلی حیات کو خطرات سے دوچار کیا ھے تحقیق کے مطابق جنگلی حیات کی تجارت منشیات کے بعد دنیا کی دوسری سب سے زیادہ منافع بخش غیرقانونی تجارت ھے اور ھماری آبی زندگی بھی اس لعنت سے محفوظ نہیں ھے

خطرات سے دوچار کررہا ہے۔

زمین کی بنیاد پر ہونے والی سرگرمیاں بھی ہمارے سمندروں اور تازہ پانی کے نباتاتی ماحولیاتی نظام (ایکوسسٹمز) کے لئے خطرہ ہیں۔ صنعتی/گھریلو سیوریج کا اخراج ہمارے سمندروں کو آلودہ کررہا ہے جبکہ صنعتی/گھریلو سیوریج کے ساتھ زرعی اخراج ہمارے دریاؤں اور جھیلوں کو آلودہ بنارہا ہے۔ کالا شاہ کاکو کے صنعتی اخراج نے دریائے راوی کی بیشتر آبی حیات کو تباہ و برباد کردیا ہے۔

سوال۔ حکومت نے اس سلسلے میں جو نونی اور انتظامی اقدامات اٹھائے ہیں کیا آپ ان سے مطمئن ہیں؟

جواب۔ عام طور پر یہ قوانین کافی اور قابل اطمینان ہیں۔ ان کے نفاذ کے سلسلے میں مشکلات درپیش ہوتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ماحولیاتی تحفظ کے اداروں میں ضروری تیکنیکی علم ناپید ہے اور ان کے مالی ذرائع بھی محدود ہیں کیونکہ انہیں ذرا مختلف نوعیت کے کام کو سرانجام دینا ہے اس لئے انہیں دوسرے سرکاری اداروں سے ذرا مختلف انداز میں کام کرنا ہوگا جہاں عہدوں پر تعیناتی خالصتاً تیکنیکی میرٹ پر ہو۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ ی امور کی وزارت میں بیٹھا ہوا ایک شخص شاید ایک دن خود کو ای پی اے کو چلاتا ہوا دیکھے۔

پھر حکومت نے ماحول کو کبھی بھی وہ اولین ترجیح نہیں دی جس کی وہ مستحق ہے۔ مثلاً حکومت پاکستان میں سکریٹری ماحول نہیں ہے۔ جنگلات کے انسپکٹر جنرل (IGP) ایک ''قائم مقام عہدہ'' ہے۔ ڈائریکٹر جنرل پاکستان فارسٹ انسٹی ٹیوٹ کا عہدہ گزشتہ دو برسوں سے خالی ہے یہی حال ڈائریکٹر جنرل سندھ ماحولیاتی تحفظ ایجنسی کے اہم عہدے کا ہے جس کی دیکھ بھال کے اضافی فرائض حکومت سندھ کی وزارت جنگلات و جنگلی حیات کے سیکریٹری سرانجام دے رہے ہیں۔ یہ دستور اور عمل ایک غیر سنجیدہ رویے کا مظہر ہیں اور ہماری حکومت کی طرف ایک سنجیدہ سیاسی عزم کی غیر موجودگی کا اظہار ہے جو حقیقت میں متحرک کرتا ہے۔

سوال۔ حال ہی میں حکومت نے مزید کچھ اور علاقوں میں تیل اور گیس کی تلاش کی اجازت دی ہے۔ کچھ علاقوں میں جنگلی حیات کو تحفظ بھی حاصل ہے۔ ایک ساحلی کھدائی کی پالیسی کا اعلان بھی کیا ہے آپ اس تمام صورتحال کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟

جواب۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف ترقی کے خلاف نہیں ہے، لیکن وہ تمام متعلقہ اسٹیک ہولڈرز کی مشاورت سے ہونے والی دانشمندانہ ترقی کے حق میں ہے۔ جب میں اسٹیک ہولڈروں کی بات کرتا ہوں تو میں ان میں حکومت کی مختلف صفوں کو بھی شامل کرتا ہوں اگر تمام متعلقین کی بامعنی اور سرگرم شمولیت کے بغیر ترقی ہو تو معاملات بگڑ جاتے ہیں۔ کیرتھر نیشنل پارک میں گیس کی تلاش کے مجوزہ منصوبے میں کیا ہو رہا ہے ذرا اس کی طرف بھی دیکھ لیں۔

ڈائریکٹر جنرل پیٹرولیم مراعات (ڈی جی پی سی) نے صوبہ سندھ میں تیل و گیس کی تلاش کو ممنوع قرار دینے والے ایک صوبائی قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے کیرتھر نیشنل پارک میں گیس کی تلاش کی اجازت دی۔ صوبائی حکومت سے مشورہ نہیں کیا گیا اور نہ ہی ماحولیاتی گروپوں کو شامل کیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اب معاملہ عدالت میں ہے اور کسی مشاورتی حال کا کوئی موقع نظر نہیں آتا۔ حساس ایکوسسٹمز اور حیاتیاتی تنوع کی اہمیت کے حامل علاقوں میں ترقی کے لئے جاتے ہوئے ہمیں مستقبل میں ان غلطیوں کو دہرانے سے گریز کرنا ہوگا۔

سوال۔ آپ کی نظر میں ملک میں تحفظ ماحول کی کوششوں میں این جی اوز اور کمیونٹی گروپوں کے لئے کیا کردار ہے؟

جواب۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ مقامی افراد اور کمیونٹی کی مکمل شمولیت کے بغیر ہم ماحولیاتی تحفظ کے اقدامات کو برقرار نہیں رکھ سکتے۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف اپنے تمام منصوبوں میں مقامی لوگوں کی سرگرم شمولیت چاہتی ہے۔ میں ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا۔ ہم نے سونمیانی کے علاقے میں مینگرووکی بحالی کے لئے ایک منصوبے کو شروع کرنے کا ارادہ کیا۔ ہمیں پتہ چلا کہ اس علاقے میں منظم اور سرگرم شہری/کمیونٹی گروپ متحرک نہیں تھے چنانچہ ہم نے سب سے پہلے علاقے میں ایک نوجوان گروپ کا انتخاب کیا پھر ان کی شمولیت و شرکت کی صلاحیتوں کو قوت دینے کی کوششیں کیں۔ بلکہ یہ کوشش کی کہ وہ آگے چل کر ہمارے منصوبے کو اپنالیں۔ ہم نے انہیں مینگرووکی بحالی کے کام میں نہ صرف تربیت مہیا کی بلکہ تیکنیکی اور مالی منصوبہ۔ بجٹ بنانے۔ آڈٹ کرنے کی بھی تربیت دی۔ ہم نے انہیں اپنے پراجیکٹ میں پوری طرح شامل کیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ پوری طرح دو منظم اور سرگرم سی بی اوز علاقے میں کام کر رہی ہیں۔ انہوں نے ہماری کوششوں کی مضبوطی اور پائیداری کو یقینی بنایا ہے۔ ساتھ ہی انہوں نے اپنی کمیونٹی کے فائدے کے لئے مزید منصوبوں اور سرگرمیوں کو اپنایا ہے۔ ❖❖❖

ڈبلیوڈبلیوایف کا تازہ ترین منصوبہ

ویٹ لینڈ سینٹر

ڈبلیوڈبلیوایف کا تازہ ترین منصوبہ سینڈسپٹ پر دلدلی جنگلات کے عین درمیان میں ایک پوری طرح آراستہ آب گاہ مرکز کا قیام ہے۔ یہ آب گاہ مرکز پاکستان میں پہلا مرکز ہے۔ اس میں آپ آب گاہیں اور دلدلی جنگلات دیکھ سکیں گے۔ وہاں ایک دستاویزی فلمی نمائش گاہ کے ساتھ بچوں کے لئے ایک کھیل کا میدان بھی ہوگا۔ ایک آڈیٹوریم بھی اس مرکز کا حصہ ہے۔ متعدد اسکول، کالج اور تھیٹر گروپس کو یہاں مختلف ماحولیاتی مسائل کو اجاگر کرنے کا ایک موقع ملے گا۔ ڈبلیوڈبلیوایف سینٹر میں سالانہ مقابلہ کرانے کا ارادہ کر رہا ہے۔ جہاں پورے ملک سے طالب علموں کو مدعو کیا جائے گا۔ غیر ملکی ویلنڈ مراکز کے تعاون سے طالب علموں کے تبادلے کے پروگرام بھی ہوں گے۔ آڈیو اور ویڈیو لائبریری لوگوں کو مینگروو کی اہمیت کو سمجھنے میں مدد دے گی۔

ویٹ لینڈ سینٹر اپنے اہداف اور مقاصد مندرجہ ذیل پروگراموں کی مدد سے تحفظ، تحقیق، تعلیم اور عوامی آگاہی کے مختلف پروگراموں کے ذریعے حاصل کرے گا۔

تعلیم اور آگاہی

یہ وزیٹر سروس۔ ترجمانی، مواد کی نمائش، معلومات کی ترسیل، مباحثہ، لیکچرز، آڈیو، ویڈیو وِل پروگرام وغیرہ پر مشتمل ہے۔

تحقیق

نظام برتاؤ، آبادی کی فطری قوت اور نوعیت کی مانیٹرنگ۔ اقسام کا انتظام اور تحفظ۔ ان میں مہاجر پرندے اور خطرات سے دوچار اقسام شامل ہیں۔

فنڈ کا حصول

انفرادی اور ادارہ جاتی ممبرشپ۔ گود لینے/اپنانے کی مہم۔ چندے اور دیگر سرگرمیوں کے ذریعے فنڈ میں اضافہ کیا جائے گا۔

متوقع حاضرین

- ساحل پر آنے والے۔
- اسکول اور کالج کے طالب علم
- یونیورسٹیوں کے ریسرچ طالب علم۔
- تحفظ اور ماحولیات کے لئے کام کرنے والے۔
- عام پبلک

پاکستان کے ساحلی دلدلی جنگلات کا تحفظ

پاکستان کے ساحل کے ساتھ ساتھ سندھ ڈیلٹا اور بلوچستان کے ساحل پر تین مقامات میانی ہور، کلمات خور اور گوادر خلیج میں پائے جاتے ہیں۔ پاکستان میں ابتداء میں دلدلی جنگلات کی آٹھ اقسام قدرتی طور پر پائی جاتی تھیں لیکن اب صرف اقسام رزیفورا، مکروناٹا ہی موجود رہ گئی ہیں۔ انڈس ڈیلٹا میں چھوٹے چھوٹے قطعات میں آنجسیرا اس کورنی کلائم بھی پائے جاتے ہیں۔ ڈبلیو ڈبلیو ایف پاکستان نے سنڈسپٹ (سندھ) اور میانی ہور اور خلیج گوادر ساحل بلوچستان پر دلدلی جنگلات کے تحفظ کے ایک منصوبے پر عملدرآمد کیا۔ ان علاقوں میں کٹائی اور گلہ بانی کے دباؤ کے باعث دلدلی جنگلات تیزی سے کم ہو رہے تھے۔ مقامی آبادی ان دلدلی جنگلات کو اپنے جانوروں کے لئے بطور چارہ استعمال کرتے تھے۔ پروجیکٹ میں دلدلی جنگلات کے تحفظ کے لئے مقامی کمیونٹیوں کی فعال شرکت کو فروغ کی کوشش کی گئی۔ مقامی کمیونٹیوں کی شرکت کے ذریعے مینگروو لگائے گئے اور اس طرح میانی ہور میں 150 ہیکٹر اور خلیج گوادر میں 50 ہیکٹر معزول علاقے کو بحال کیا گیا۔ کمیونٹی کو نرسری اگانے، دلدلی جنگلات اگانے اور مانیٹرنگ کی تیکنیک کی مہارتیں مہیا کی گئیں۔ منصوبے میں ترقی اور تحفظ کی ایک کلی رسائی اختیار کی گئی۔ سماجی اور ترقیاتی مسائل سے نمٹنے کے لئے ان علاقوں میں سرگرم تنظیموں کے ساتھ مل کر کمیونٹی کے رابطے پیدا کئے گئے۔ ❖❖❖

جیمز ایچ سیویرا

میئر نظام کے مختلف حصوں کو مربوط رکھتا ہے

حال میں قائم ہونے والی مقامی حکومتوں نے تمام ملک کے چھوٹے بڑے شہروں میں کام کرنا شروع کردیا ہے۔ منتخب اور تعینات افسران کے درمیان اب اختیارات کام اور ذمہ داریوں کے معاملے میں بے چینی اور بدگمانی و شک کا ایک احساس پایا جاتا ہے جنہیں وہ آپس میں اشتراک کریں گے۔ اس نئی علم حرکت میں ناظم کا کردار حد درجہ اہم اور نازک ہے۔ امریکی شہروں کے منیجر، کونسل میں میئر کے دفاتر کے کام کرنے کے تجربوں سے سبق سیکھے جاسکتے ہیں اور متوازی خطوط بھی کھینچے جاسکتے ہیں۔ جیمز ایچ سیوارہ لکھتی ہیں۔

نومبر کے مہینے میں شمالی کیرولینا کے تمام شہروں میں اپنے میئر کے انتخاب کے لئے الیکشن ہوئے۔ ان میں ایک تہائی شہروں نے جن کی آبادی 5 ہزار نفوس سے زیادہ ہے کونسل، منیجر طرز حکومت استعمال کیا۔ ان شہروں میں جو کونسلرز، منیجر شہر ہیں میئر کا دفتر حکومت میں شاید سب سے زیادہ غلط سمجھی جانے والی لیڈر شپ پوزیشن ہے۔ ہم سے کچھ شاید شمالی کیرولینا کے ایک میئر کا مقابلہ بعض دوسری ریاستوں کے مختلف شہروں کے میئروں سے کرسکتے ہیں جو ایک حقیقی ایگزیکٹو دفتر میں براجمان ہوتا ہے (واضح طور پر شمال کے بڑے شہر کے میئر) دوسرے اسے صرف ایک علامتی سربراہ قرار دے سکتے ہیں، شمالی کیرولینا کے نان ایگزیکٹو میئروں کے بارے میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ انہیں جتنا کرنا چاہئے وہ اتنا کام کرتے نہیں ہیں۔ یا انہیں زیادہ اختیارات ملنے چاہئیں تاکہ وہ ریاستی قانون اور خود کو ملنے والے بلدیاتی کردار سے زیادہ عمل کرسکیں۔ کونسل منیجر شہروں میں میئر صرف افتتاحی ربن کاٹنے والے اور سنگ بنیاد رکھنے والے نہیں ہوتے نا ہی وہ شہری حکومت میں محرک قوت ہوتے ہیں۔ وہ تو ان دونوں غیر متغیر اور رسمی صورت حال میں کہیں موجود ایک اہم رہنما ہے جو شہری حکومت کی کارکردگی کو بہتر بنانے میں حد درجہ اثر انداز ہوسکتا ہے۔

دفتری نوعیت

کونسل منیجر میئر ایک کمپنی کے بورڈ کے چیئرمین کی مانند ہے جو اہم تو ہے لیکن تنظیم کی کارکردگی کے لئے ناگزیر نہیں ہوتا ہے حکومت میئر کی کم سے کم قیادت کے ساتھ مناسب طریقے پر کام کرسکتی ہے۔ کیونکہ کونسل تنظیم کو ایک سے زیادہ ایگزیکٹو فراہم کرتی ہے اس لئے پالیسی کی روشناسی کے لئے ذمہ داریوں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ اضافی طور پر منیجرز کافی غیر رسمی اثر کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی بنیاد مہارت اور عملہ کے تعاون اور تجاویز کی تخلیق پر ہوتی ہے۔ اسے براہ راست عملدرآمد پر رسمی اختیار بھی حاصل ہوتا ہے۔ پھر بھی ''چیئرمین'' میئر انتظامی عمل میں حصہ لے کر حکومتی کارکردگی پر اثر ڈال سکتا ہے اگر چہ کہ یہ ''ایگزیکٹو'' میئر سے مختلف ہوتا ہے لیکن پھر بھی اہم ہے۔

قیادت کے عناصر کو دو اقسام میں منظم کیا جاسکتا ہے۔ یک قسم مربوط اور باہم ربط پیدا کرنے والے کام کی ہے۔ جس میں میئر نظام کے مختلف حصوں کو باہم و مربوط رکھنے کے لئے کم و بیش سرگرم عمل ہوتا ہے تاکہ ان کے باہمی عمل کو بہتر بنایا جاسکے۔ یہ حصے کونسل منیجر/عملہ اور عوام ہیں۔ میئر کا ان میں سے ہر ایک کے ساتھ قریبی اور خصوصی تعلق ہوتا ہے۔ اپنی حمایتی اور

میئر کا لوگوں کے درمیان لیڈر رہنا ضروری ہے

طرفدارانہ حقیقت کی خوبی کی بدولت میئر منتخب حکام۔ سرکاری عملے اور کمیونٹی رہنماؤں کے درمیان مختلف کمیونیکیشن نیٹ ورک پر دستک دے سکتا ہے۔ اگرچہ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ آزادانہ روابط کر سکتے ہیں اور کرتے بھی ہیں۔ میئر نے اگر اپنا ہوم ورک کیا ہو تو اپنی وسیع معلومات کی بدولت وہ حکومت میں کسی بھی فرد سے بہتر طور پر پیغامات کو پہنچا سکتا ہے۔ اس میں شہری حکومت کے شرکاء کے درمیان تعاون کو بہتر بنانے اور افہام و تفہیم کی سطح کو بڑھانے کی ایک منفرد صلاحیت ہے۔

دوسرا عنصر پالیسی کے آغاز میں رہنمائی کا ہے۔ جو باہم مربوط کرنے، کام کے حصے کی حیثیت سے یا علیحدہ کیا جاسکتا ہے۔ میئر نہ صرف رابطوں اور رسائی کی راہیں نکالتا ہے بلکہ بھیجے جانے والے پیغامات کو تشکیل دے سکتا ہے اور ان پر اثر انداز بھی ہوسکتا ہے۔ وہ مسائل کو اٹھانے اور تجاویز کو آگے بڑھانے کے لئے زیادہ ڈرامائی تیکنک استعمال کر سکتا ہے۔ لیکن ان کا استعمال محتاط انداز میں ہونا چاہئے۔ کیونکہ کونسل کے برگشتہ ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے اور موثر ہونے کے لئے اسے اس کی مدد اور تعاون کی ضرور ہوتی ہے۔

قواعد کا تنوع

میئر کے کام کی وسعت کی ایک حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی ایک مرتبہ رسمی ذمہ داریوں سے آگے بڑھ گیا تو کسی کام کا ادراک کرنے میں حد درجہ تنوع ہے۔

شمالی کیرولینا کے پانچ بڑے شہروں (شارلٹ، ونسٹن، سالم، گرینز، بورو، ریلے ڈرہم) کے میئروں سے اور ان کے بارے میں انٹرویو کے ایک سلسلے میں میئروں۔ کونسل کے اراکین اور کمیونٹی کے لیڈروں سے کہا گیا کہ وہ اپنے شہر کے میئر کی ذمہ داریاں اور کردار بیان کریں جواب میں دس کردار آشکار ہوئے جن کو قیات کی چار جہتوں میں اکٹھا کیا جاسکتا ہے۔ مثلاً بڑے علاقے جہاں ایک میئر شہری حکومت کے کام میں مدد کرسکتا ہے۔

میئر پالیسی کی وکالت کرنے والا ہوسکتا ہے پالیسی بنانے میں ایک سرگرم رہنما کی حیثیت سے وہ پروگرام تیار کرتا ہے تعاون حاصل کرتا ہے یا مخالفین کو تجاویز دینے کے لئے منظم کرتا ہے

آداب وصدارت

رسمی فنکشن قیات کی جہت ہے جیسے شہری حکومت پر نظر رکھنے والے عموماً دیکھتے ہیں۔ میئر کو مختلف میٹنگوں۔ دعوتوں اور دیگر خصوصی مواقع پر بہت زیادہ مدعو کیا جاتا ہے اور اس سے تقریب میں آنے کی خصوصی درخواست کی جاتی ہے۔ وہ کونسل کے ترجمان کی حیثیت کا اعلان کرتا ہے۔ عوام کو آنے والے کام کے بارے میں مطلع کرتا ہے۔ شہر کی پالیسیوں اور ارادوں کے بارے میں سوالات اٹھاتا ہے۔ ان سرگرمیوں میں میئر، عوام اور ابلاغ کے ساتھ ایک وسیع و عریض رابطہ تعمیر کرتا ہے جو ایک قابل قدر حکمت اور سرمایہ ہے۔

مزید برآں میئر اجلاس کی صدارت کرتا ہے۔ ایسا کرتے ہوئے وہ اجلاس کے لئے صحیح ماحول مرتب کرتا ہے اور بحث کی رہنمائی کر کے شہادتوں اور ثبوتوں سے بہت کچھ حاصل کر کے اور دوسروں کی امداد کو محدود کر کے تجزیاتی مسائل کے وقت کا تعین کر کے نتائج پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرسکتا ہے۔

ابلاغ اور سہولت

عوام تک کونسل کے خیالات پہنچانے علاوہ میئر ایک معلم کی حیثیت سے بھی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ کونسل۔ عوام اور ابلاغ عامہ ایریا منیجر اور عملے کے ساتھ اپنے رابطوں اور تعلق میں میئر مسائل یا متنازعہ مسائل کی نشاندہی کرتا ہے تاکہ ان پر غور و خوص کیا جائے اہم امر تشویش کی آگاہی کو فروغ دیا جائے اور معلومات فراہم کر کے شہر بھر کی افہام و تفہیم حاصل کی جائے۔ مندرجہ ذیل زیر بحث سرگرمیوں کی مانند اس سرگرمی میں وہ بنیادی طور پر ایک خیال کو فروغ نہیں دے رہا ہے بلکہ مطلع کر رہا ہے اور تعلیم دے رہا ہے مثلاً میئر آمدنی اور ضرورتوں کے درمیان بڑھتے ہوئے غیر توازن کے بارے میں پریس اور گروپوں سے دانستہ اور قصداً جو گفتگو کرتا ہے تو وہ دراصل عوام کو بجٹ کے وقت ٹیکس میں اضافے کے لئے تیار کرنے میں مدد کرتا ہے۔

منیجر کے ساتھ رابطے کا ایک فرد کی حیثیت سے وہ نظام کے دو بڑے اجزاء قانون ساز ادارے اور انتظامیہ کو آپس میں مربوط کرتا ہے اور منتخب اور تعینات حکام کے درمیان افہام و تفہیم، امداد، رابطے، سہولتیں فراہم کرسکتا ہے۔ میئر کونسل کی ترجیحات کے بارے میں آگاہی میں اضافہ کرتا ہے اور پیشگوئی کرسکتا ہے کہ انتظامی تجاویز پر کونسل کا ردعمل ہوگا۔

ٹیم کا معمار ہونے کی حیثیت سے میئر کونسل کو متحد رکھنے کے لئے کام کرتا ہے اور اتفاق رائے کی تعمیر کرتا ہے۔ اس سلسلے میں وہ کونسل کی کسی ایک خاص سمت میں رہنمائی کی کوشش کئے بغیر اتحاد کو فروغ دیتا ہے۔ کونسل کے اراکین خود بخود اکٹھا ہو کر اچھا کام نہیں کرتے۔ جتنی بڑی کونسل ہوگی اتنی ہی وہاں ہم آہنگی اور مطابقت کم سے کم پائی جائے گی۔ یہاں مقصد، معاہدے یا ہم خیال کا نہیں ہے بلکہ ایک مشترک کار عظیم کی حیثیت سے شہری معاملات تک رسائی مقصود ہے۔

تنظیم رہنمائی

اب تک زیر غور کرداروں میں میئر نے ابلاغ و روابط پر زور دیا ہے۔ جبکہ یہاں کرداروں کے گروپ پر کی جانے والی بحث میں شہری حکومت کے معاملات پر اثر اندازی اور پالیسی کے مندرجات شامل ہیں۔

میئر شہری حکومت کے اندر اہم تعلقات اور رشتوں میں توازن قائم کرنے والے اور منتظم کی حیثیت سے بھی سرگرم ہوسکتا ہے۔ وہ کونسل کی آپنے کردار اور ذمہ داریاں پہچاننے میں رہنمائی کرتا ہے۔ وہ کونسل اور میئر کے درمیان باہمی عمل کے نمونے کی تعریف کرنے میں مدد کرتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ مثلاً میئر منیجر کو کونسل میں کم یا زیادہ معاملات لانے کا مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ آپریشنل معاملات میں مداخلت بے جا کرنے والے کونسل کے رکن کے بیچ میں آسکتا ہے۔ یا وہ کونسل اور عملے کے درمیان ایک سنجیدہ دراڑ کے پیدا ہونے سے پہلے تناؤ اور بے چینی کو کم کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔ میئر تنظیم اور استحکام میں اکثر ان کوششوں کو نجی طور پر استعمال کرتا ہے۔ حقیقتاً روشنی میں آئے بغیر ایسے توازن پیدا کرنے کی اس کی صلاحیت اس کی بہترین بھلائیوں میں سے ایک ہے۔

آخر میں میئر پالیسی کی وکالت کرنے والا ہوسکتا ہے۔ پالیسی بنانے میں ایک سرگرم